جنایات بر جائداد

اسلامی قانونِ ٹارٹ کا ایک اہم شعبہ

از جناب مولوی محمد غوث صاحب ایم۔اے ایل ایل بی (عثمانیہ)

[یہ اس تحقیقی مقالہ کا ایک حصہ ہے جو صاحب مقالہ نے جامعہ عثمانیہ میں پیش کیا تھا]

الف۔ حق تملک۔ ب۔ حقوق جو بربنا ملکیت حاصل ہوتے ہیں۔ ج۔ حرمت مال غیر۔

۱۔ الف۔ حق تملک

(۱) یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ
تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِیْمًا۔ وَمَنْ
یَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِیْهِ نَارًا۔ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ
یَسِیْرًا۔ اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ
مُّدْخَلًا كَرِیْمًا۔ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ لِلرِّجَالِ
نَصِیْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَآءِ نَصِیْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا۔ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِیَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ
وَالْاَقْرَبُوْنَ وَالَّذِیْنَ عَقَدَتْ اَیْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِیْبَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ
شَیْءٍ شَهِیْدًا۔[1]

[1] سورۃ النساء ۵۔

ان آیات کریمہ کا حسب ذیل ترجمہ ہو سکتا ہے۔

"اے ایمان والو۔ایک دوسرے کے مال آپس میں ناحق خورد برد نہ کیا کرو مگر یہ کہ آپس کی خوشی سے باہمی خرید و فروخت ہو۔اور نہ آپس میں خون کرو اللہ کو تم پر رحم ہے۔اور جو کوئی یہ کام تعدی اور ظلم سے کرے اس کو ہم آگ میں ڈالیں گے۔اور یہ اللہ پر آسان ہے۔اگر تم بری چیزوں سے جو تم کو منع ہوئی ہیں بچتے رہو گے۔ہم تم سے تمہاری تقصیریں اتار دیں گے۔اور تم کو عزت کے مقام میں داخل کر دیں گے۔اور جس چیز میں اللہ نے ایک کو ایک پر بڑائی دی ہے اُس کی ہوس مت کرو۔مردوں کو حصہ ہے اپنی کمائی سے اور عورتوں کو حصہ ہے اپنی کمائی سے اور اللہ سے اس کا فضل مانگو۔اللہ کو ہر چیز معلوم ہے اور ہم نے ہر کسی کے وارث اُس مال میں ٹھیرا دیئے ہیں جو ماں باپ اور قرابت والے چھوڑ مریں۔اور جن سے تم نے معاہدہ کیا ہے اُن کو ان کا حصہ پہونچاؤ۔ہر چیز اللہ کے روبرو ہے [۱]"

قرآن شریف میں اس مقام پر سب سے پہلے حرمتِ مالِ غیر کا ذکر ہوا ہے۔بعد از اں اسی سلسلہ میں بیان فرمایا ہے کہ ہر مرد اور عورت جو کچھ کمائے وہ اُسی کا حق ہے۔اس سے حق تملک ثابت ہو گیا۔علاوہ براں "اَمْوَالَکُمْ" میں جو ضمیر ہے اُس سے بھی حق تملک ثابت ہوتا ہے۔اس سے قطع نظر آیات ذیل میں بھی حق تملک تسلیم کر لیا گیا ہے۔

۱- اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ۔[۲]

اس آیت کریمہ کے حسب ذیل معنی ہو سکتے ہیں۔

---

[۱] ماخوذ از ترجمہ مولانا شاہ عبدالقادر صاحب و مولوی نذیر احمد صاحب۔ [۲] سورۃ البقرہ ع ۳۶۔

"جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے بعد نہ تو احسان رکھتے ہیں اور نہ ستاتے ہیں انھیں کو ہے اُن کا ثواب اپنے رب کے پاس اور نہ اُن کو ڈر ہے اور نہ وہ غم کھائیں گے۔"[1]

(۲) اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ۔[2]

اس آیت شریف کے معنی یہ ہو سکتے ہیں۔

"جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ رات اور دن چھپے اور کھلے تو اُن کو ہے ان کا اجر اپنے رب کے پاس[3]۔

(۳) لَتُبْلَوُنَّ فِیْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ۔[4]

یعنی "البتہ تم اپنے اموال اور اپنی جانوں میں آزمائے جاؤ گے[5]"۔

(۴) وَاٰتُوا الْیَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِیْثَ بِالطَّیِّبِ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ[6]

اس آیت کے یہ معنی ہو سکتے ہیں۔

"اور دے ڈالو یتیموں کو ان کے مال اور بدل نہ لو گندا ستھرے سے اور نہ کھاؤ اُن کے مال اپنے مالوں کے ساتھ[7]

ان آیات کریمہ میں مال کے ساتھ جو ضمائر استعمال فرمائے ہیں ان سے حق تملک کا صاف پتہ چلتا ہے۔ غرض اس طرح شریعت اسلامی نے دوسرے عام اساسی حقوق[8] کے ساتھ مال یا جائداد

---

[1] ماخوذ از ترجمہ مولنا شاہ عبدالقادر صاحب۔ [2] سورۃ البقرہ ع ۳۸۔ [3] ماخوذ از ترجمہ مولنا شاہ عبدالقادر صاحب
[4] آل عمران ع ۱۹۔ [5] مولنا شاہ عبدالقادر صاحب۔ [6] النساء ع ۱۔ [7] شاہ عبدالقادر صاحب
[8] مثلاً حریت۔ مساوات عمومی۔ امن عام۔ حفاظت خود اختیاری وغیرہ۔

کے تملک کا حق بھی تسلیم کیا ہے۔

انگریزی قانون نے بھی شخصی حقوق کے ضمن میں حق تملک کو تسلیم کیا ہے[۱]۔

حق تملک کے متعین ہونے کے بعد یہ دیکھنا چاہیے۔ کہ اس کی بنا پر کیا حقوق حاصل ہوتے ہیں

ب۔ حقوق جو بر بنا ملکیت حاصل ہوتے ہیں

انگریزی قانون نے قرار دیا ہے کہ ملکیت کی بنا پر حسب ذیل چار قسم کے حقوق حاصل ہوتے ہیں

۱۔ ملکیت کی بنا پر مالک جائداد زمین یا شئے سے بلا مداخلت غیر انتفاع حاصل کر سکتا ہے۔ مالک مال کو قبضہ میں رکھ سکتا استعمال کر سکتا اور منتقل کر سکتا ہے[۲]۔

۲۔ ملکیت کی بنا پر مالک جائداد اس اراضی یا شئے سے جس پر دوسرے شخص کو ملکیت حاصل ہو منتفع حاصل کر سکتا اور اس کو حاصل کر سکتا یا قبضہ میں رکھ سکتا ہے[۳]۔

۳۔ ملکیت کی بنا پر دوسرے شخص کے مقابلہ میں ایسا حق حاصل ہو جو صرف اس دوسرے شخص کی ذات تک محدود ہو اور اس حق کی بنا پر دوسرا شخص زمین نقدی یا کوئی اور شئے منتقل کرنے پا پابند ہو جائے[۴]۔

۴۔ حق جو کہ صنعت یا ایجاد وغیرہ کی بنا پر بلا مداخلت غیر حاصل ہوتا ہے[۵]۔ موضوع مقالہ کے لحاظ سے ہمیں صرف پہلی قسم کے حق سے بحث ہے اس کے متعلق قدرے تفصیل ضروری ہے۔

جائداد چاہے منقول ہو یا غیر منقول مالک جائداد اپنی جائداد میں وسیع یا محدود حد تک ہر قسم کا تصرف کرنے کا مستحق ہے۔ مالک چاہے تو جائداد خود اپنے قبضہ میں رکھ سکتا ہے اور غیر محدود طریقہ سے اُس پر حقوق مالکانہ کا استعمال کر سکتا ہے اور اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ مالک کو آزادی حاصل ہے کہ چاہے تو اپنی جائداد بیع یا ہبہ کر دے بلکہ اس کو اختیار حاصل ہے کہ اگر اپنی خوشی ہو تو زمین اجارہ دے اور مال

---

[۱] آجرس، کامن لا، جلد اول صـ۵ سنہ ۱۹۲۰ء   [۲] Jus in Rem   [۳] Jus in Realiena

[۴] Jus in Personam

[۵] آجرس۔ کامن لا۔ جلد اول صـ سنہ ۱۹۲۰ء

تلف کر دے۔ اس سے قطع نظر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ چند شخص حقوق کے ساتھ کسی مدت مقررہ کے لیے قابض جائداد رہے غیر شخص حقوق کے ساتھ بھی قبضہ حاصل رہ سکتا ہے، یہ غیر شخص حقوق شخص بھی کر دیے جا سکتے ہیں۔ ان حقوق کی نوعیت اس حد تک وسیع ہے کہ کامل حقوق مالکانہ سے یہ شکل ہی اس کا امتیاز ہو سکتا ہے۔ ان کی نوعیت اس قدر محدود بھی ہو سکتی ہے کہ محض کسی خاص مقصد سے اس کا تعلق ہو[1]

شریعت اسلامی میں یہ اصول مسلم ہے۔ قرآن شریف کی جو آیات کریمہ ابتدا ر باب میں نقل کی گئی ہیں ان میں باہمی خرید و فروخت کا جو اشارہ ہے خود اس سے تصرف کا اختیار حاصل ہوا ہے اسلامی فقہا نے طے کیا ہے کہ

"ایسی حالت میں جب کہ کسی غیر کو کوئی منازعت نہ ہو کوئی شخص اپنی مقبوضہ شئے میں تصرف کرنے سے ممنوع نہیں قرار دیا جا سکتا"[2]

ملکیت کی جو تعریف اسلامی فقہا نے کی ہے اس میں "جواز تصرف" ہی کو "ملکیت" کی اصلی خصوصیت قرار دیا ہے[3]

اس ضمن میں قرار دیا گیا ہے۔ کہ

دریاؤں کے پانی کا استعمال کسی خاص فرد سے مختص نہیں ہے کسی سے اجازت حاصل کرنے کے بغیر ہر شخص پانی پی سکتا ہے! البتہ اگر کسی نے کچھ پانی اپنے برتن میں محفوظ کر لیا ہے تو اس پر اس شخص کو ملکیت حاصل ہو گئی۔ اب اس میں مالک جس طرح چاہے تصرف کرنے کا مجاز ہے بیچ کر دے یا ہبہ اور چاہے تو صدقہ کے طور پر دیدے غرض جس طرح چاہے عمل کرے[4]

---

[1] یونائٹ لا آف ٹارٹس صفحہ ۳۵۲ سنہ ۱۹۲۹ء۔ [2] فصول عمادی مخطوط کتب خانہ آصفیہ نمبر (۲۱۰) فقہ حنفی عربی فصل (۳۴) فی مامنع الانسان عنہ۔ [3] شرح مجلۃ الاحکام تالیف سلیم بن رستم صفحہ ۵۵ بحوالہ رد المحتار۔ قواعد زرکشی بحوالہ ابوحامد الاسفرائنی تعلیق صحیح بخاری صفحہ ۳۱۹ از کتاب المساقاۃ۔ باب شرب الناس والدواب من الانہار مطبوعہ مطبع مصطفائی دہلی سنہ ۱۳۰۵ھ

مالک کو تصرف کا جو اختیار حاصل ہے اس کو امام اعظم نے بڑی وسعت دی ہے۔ جیسا کہ انگریزی قانون میں طے کیا گیا ہے[1] امام اعظم نے قرار دیا ہے کہ

"ایسا ہر آزاد شخص جو عاقل اور بالغ ہو اور اقتضائے عقل و شرع کے خلاف اپنے مال کے اتلاف و اسراف پر اتر آئے یعنی "سفیہ" ہو جائے تو اُس کو اپنے مال میں اس قسم کے تصرف سے منع نہیں کیا جائے گا۔ اپنے مال میں اس کا ہر تصرف درست ہے۔ گویہ تصرف بے جا اسراف اور بے فائدہ و خلاف مصلحت اتلاف تک کیوں نہ پہنچ جائے۔ چاہے اپنا مال سمندر میں ڈبو دے۔ پانی میں ڈال دے۔ یا جلا ڈالے۔ جو چاہے کرے"[2]

امام شافعی نے قرار دیا ہے۔ کہ بیجا اتلاف اور بے فائدہ اسراف کی صورت میں تصرف سے ممانعت کی جا سکتی ہے[3]

لیکن واضح ہو کہ اس ممانعت کی بنا پر مسرف اپنے حقوق تملک سے محروم نہیں ہو جاتا بلکہ اغراض مصالح عامہ اس پر صرف روک پیدا کی جاتی ہے تاکہ سوسائٹی میں بے جا اسراف سے کوئی فساد عام نہ پیدا ہو۔ چنانچہ اپنے مال میں اسراف و اتلاف سے کسی قسم کے ہرجہ کی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی ہے[4]

اس سلسلہ میں یہ امر بھی پیش نظر رہے کہ اسراف اگر امور خیر میں کیا جاتا ہے مثلاً کوئی شخص اپنی حیثیت سے بڑھکر خیرات کرتا اور کھانا کھلاتا یا کپڑے پہناتا ہے اور اسی طرح دوسرے وجوہ خیر میں اڑاتا ہے تو امام شافعی نے بھی ممانعت ضروری نہیں قرار دی ہے! البتہ حرام امور میں روپیہ لگایا جائے یا مال سمندر میں ڈبو دیا جائے (یعنی خواہ مخواہ ضائع کیا جائے) یا کسی معاملہ میں دھوکہ کا اندیشہ ہو اس صورت میں حکم امتناعی جاری کیا جا سکیگا[5]

---

[1] پولک لا آف ٹارٹس صہ ۳۵۲ سنہ ۱۹۲۹ء۔ [2] الہدایہ صہ ۳۳ جلدین اخیرین کتاب الحجر۔ الجوہرۃ النیرہ صہ ۲۲۵ جلد اول کتاب الحجر۔ [3] المنہاج صہ ۲۵۔ امام محمد اور امام ابو یوسف امام شافعی سے متفق ہیں۔ ہدایہ اخیرین صہ ۳۳۔ [4] القواعد زرکشی۔ تحت "ل"

[5] المنہاج صہ ۵۲

ج ۔ حرمت مالِ غیر

مال پر جو حق تملک حاصل ہے اور اس سے انتفاع کے جو حقوق حاصل ہیں اس کے متعلق یہ امر ہمیشہ واضح رہنا چاہیے کہ ان حقوق سے استفادہ میں قانون نے جو قیود اور شرائط مقرر کی ہیں ان کی پابندی سے کوئی مفر نہیں۔ حق تملک کے ساتھ ہی ذمہ داریاں بھی پیدا ہوتی ہیں مالک جائداد پر یہ پابندی عائد ہے کہ اپنی جائداد کو اس طرح استعمال کرے اور قائم رکھے کہ ہمسایوں کے لیے یہ امر تکلیف کا موجب نہ ہو جائے[۱]۔ اس کے ساتھ ہی تمام افراد کا یہ فرض ہے کہ مالک جائداد کے حقوق کی حرمت قائم رکھیں اور کسی ایسے فعل کا ارتکاب نہ کریں جس سے اُن حقوق میں کوئی مداخلت یا دست اندازی واقع ہو۔ حقوق تملک چاہے وہ اراضی سے متعلق ہوں یا مال سے منشور اعظم کے زمانہ سے آج تک برابر قابل حفاظت قرار دیے گئے ہیں[۲]۔ یہ حق جو ہر شخص کو اپنی جائداد کی حفاظت کے متعلق حاصل ہے قطعی حق ہے[۳]۔ بلا قانونی وجہ جواز کے دوسرے شخص کی مملوکہ اراضی یا مال پر کسی طرح ہاتھ نہیں لگایا جا سکتا[۴]۔

اسلامی شریعت نے ابتدا ہی سے حقوق جائداد کی حرمت اور اس کی کامل حفاظت میں کوئی کوتاہی نہیں کی ہے۔ حجۃ الوداع کے یادگار موقع پر شارع علیہ السلام نے جو نہایت اہم خطبہ دیا تھا اس میں یہ بھی فرمایا ہے کہ۔

"ان دماءکم واموالکم واعراضکم حرام علیکم کحرمۃ یومکم ھذا فی بلدکم ھذا فی شھرکم ھذا (متفق علیہ[۵])

---

[۱] آجرس کامن لا۔ ص۱۸ جلد اول۔ [۲] الف آجرس کامن لا۔ ص۱۸ جلد اول۔ ب۔ تاریخ دستور انگلستان ص۹۴ سلسلۂ جامعہ عثمانیہ تالیف۔ ایف۔ سی۔ ہانٹیگو۔ [۳] انڈرہل لا آف ٹارٹس۔ ترجمہ بجناتھ ص سلسلہ جامعہ عثمانیہ م ۱۹۲۳ع۔ [۴] پولک ص۱۰ لا آف ٹارٹس ۱۹۲۹ء [۵] مشکوۃ باب خطبۃ یوم النحر ص۲۳۲

مطبع اصح المطابع لکھنؤ

اس بنا پر دوسروں کی جائداد پر ہر قسم کی جنایت قطعاً ممنوع ہے مخفی نہ رہے کہ دوسروں کے مال کا اتلاف، دوسروں کے مال میں دست اندازی، دوسروں کے مال کا حبس بیجا، دوسروں کی زمین پر مداخلت بے جا، ان سب جنایات سے خود قرآن شریف میں ممانعت وارد ہوئی ہے۔

"ایک دوسرے کے مال آپس میں خورد برد نہ کیا کرو"[1]

اس حکم سے اتلاف مال غیر کی ممانعت صراحتہً ثابت ہے مال کا لفظ عام ہے مال منقول اور مال غیر منقول دونوں اس میں شامل ہیں۔ اس حکم سے دوسروں کے مال منقول میں دست اندازی اور مال غیر منقول میں مداخلت بے جا کی ممانعت بھی ثابت ہوتی ہے۔ کیوں کہ اس سے خورد و برد کا راستہ کھلتا ہے۔ گویا کہ یہ خورد برد کا مقدمہ ہے اور مقدمہ حرام کا حرام ہوتا ہے۔

اراضی میں مداخلت بے جا کی ممانعت کے متعلق علیحدہ صراحتہً بھی احکام موجود ہیں چنانچہ ارشاد ہوا ہے

"اے ایمان والو اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں گھر والوں سے پوچھے اور سلام کیے بغیر نہ جایا کرو۔ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ شائد تم یاد رکھو۔ پھر اگر تم کو معلوم ہو کہ گھر میں کوئی آدمی موجود نہیں تو جب تک تمہیں اجازت نہ ہو ان میں نہ جاؤ اور اگر تم کو کہا جائے کہ واپس جاؤ تو واپس چلے جاؤ اسی میں تمہارے لئے زیادہ ستھرائی ہے۔ اور تم جو کرتے ہو اللہ جانتا ہے۔ غیر آباد مکان جن میں تمہارا اسباب ہو اُن میں (بے اجازت) چلے جانے سے تم پر کچھ گناہ نہیں اور جو کچھ تم علانیہ کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپا کر کرتے ہو اللہ سب جانتا ہے"[2]۔

اسی طرح مال کے حبس بے جا کی ممانعت کے متعلق حکم ہوا ہے کہ

"اللہ تم کو حکم فرماتا ہے کہ پہنچاؤ اماتنیں امانت والوں کو"[3]

بہرحال اسلامی فقہاء نے طے کیا ہے کہ۔

---

[1] سورۃ النساء رکوع ۵۔ [2] سورۂ نور ع ۴ ترجمہ مولانا شاہ عبدالقادر و مولوی نذیر احمد صاحب۔ [3] النساء ع ۸

الف "کسی شخص کو یہ جائز نہیں ہے کہ دوسرے کی ملک میں بلا اجازت مالک کوئی تصرف کرے"[1]

ب "کسی دوسرے شخص کے مکان میں بلا اسکی اجازت کے داخل ہونا جائز نہیں ہے"[2]

ج "دوسرے کے مال میں اس کی بلا اجازت کوئی تصرف ناجائز ہے اور بلا اجازت دوسرے کے مال پر کوئی ولایت حاصل نہیں ہے"[3]

د "بلا سبب شرعی دوسرے کے مال کا اخذ کسی کے لیے جائز نہیں ہے"[4]

ھ "دوسرے کے مال میں تصرف کرنے کے لیے کسی کا حکم دینا شرعاً بے اثر ہے"[5]

دوسروں کے مال کی حرمت کا اسلامی شریعت نے جس حد تک لحاظ کیا ہے اس کے متعلق بعض مثالوں کا ذکر بے موقع نہیں ہے۔

۱۔ میت کے دفن کے بعد بلا عذر قبر سے اس کا نکالنا درست نہیں ہے۔ چاہے دفن پر زیادہ عرصہ گذرا ہو یا کم البتہ کسی عذر کی بنا پر میت کو نکالا جاسکتا ہے۔ عذر یہ ہوسکتا ہے کہ زمین کا مغصوب ہونا ظاہر ہو جائے[6]

۲۔ کسی غیر کی زمین پر بغیر اجازت مالک کوئی مردہ دفن کردیا جائے تو مالک کو دو باتوں کا اختیار ہے

الف۔ چاہے تو مردے کو نکالنے پر اصرار کرے۔

ب۔ یا چاہے تو زمین ہموار کرکے اس پر حقوق مالکانہ کا استعمال کرے مثلاً وہ چاہے تو زراعت کرسکتا ہے یہ اس بنا پر کہ سطح کے اوپر اور نیچے مالک کی ملکیت ثابت ہے اور مالک کو اختیار ہے کہ چاہے تو اوپر اور نیچے جو شئے انتفاع حقوق میں حارج ہے اس کو دور کردے اور یا چاہے تو نیچے جو شئے انتفاع حقوق میں حارج ہے اس کو اس کے حال پر چھوڑ دے اور سطح کے اوپر اپنے حقوق

[1] مادہ ۹۶ مجلۃ الاحکام۔ [2] الدر المختار ص ۱۷۳ جلد ۵ مصر ۱۲۹۹ [3] الدر المختار ص ۱۶۲ م مصر ۱۲۹۹ ہجری [4] مجلۃ الاحکام مادہ ۹۷ [5] مجلۃ الاحکام مادہ ۹۵ [6] فتاویٰ حمادیہ ص ۵۱ و ص ۵۲ الکلمتہ

سے منقطع ہونے کا سامان فراہم کرے[1]۔

۳۔ بھوک سے مجبور ہو کر جبکہ مردار بھی حلال ہے کوئی شخص اگر دوسرے کے مال سے اس کی بلا اجازت کچھ کھائے تو ذمہ داری عائد ہو گی اضطرار کی بناء پر دوسرے کا حق بے اثر نہیں ہو جاتا[2]۔

۴۔ ذہاب مال کا خوف ہو تو نماز کا توڑ دینا مباح ہے اس کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے سواری کا جانور کرایہ پر لیا تاکہ اس پر سواری کر کے کہیں جائے۔ راستہ میں نماز کیلئے ٹھیر گیا اور نماز میں مشغول ہو گیا۔ اس اثنا میں جانور کہیں چلا گیا یا کوئی شخص اس کو لے بھاگنے پر اتر آیا اگر نماز نہ توڑی جائے تو ذمہ داری عائد ہو گی اور ہرجہ ادا کرنا پڑے گا[3]۔

۵۔ امام کو یہ حق نہیں ہے کہ حق ثابت و معروف کے بغیر کسی کے قبضہ سے کوئی شئے نکال لے[4]۔

اس ساری بحث سے یہ بات بخوبی ظاہر ہے کہ حرمت مال غیر کے متعلق اسلامی شریعت نے وہ سارے حقوق تسلیم کیے ہیں جو ایک متمدن قوم کو امن کی زندگی بسر کرنے کے لیے ضروری ہیں۔ یہ امر مخفی نہ رہے کہ اپنی ملکیت میں کوئی ایسا تصرف کہ اس سے ہمسایہ کو ضرر فاحش ہو ممنوع ہے[5]۔ یہ اس بناء پر کہ

"مفاسد کو دور کرنا منافع حاصل کرنے سے اولیٰ ہے"[6]

"شریعت میں منہیات کا اعتنا ماموراتِ کے اعتنا سے زیادہ ہے"[7]۔

مختصر یہ کہ حق تملک، حقوق جو بربنائے ملکیت حاصل ہوتے ہیں اور حرمت مال غیر کے متعلق جو اصول انگریزی عصری قانون نے اب طے اور تسلیم کیے ہیں وہ اصول شریعت اسلامیہ میں ان کی ابتداء ہی مسلم ہیں۔

---

[1] فتاوای حمادیہ ص۵۲۔ [2] مجلۃ الاحکام مادہ ۳۳۔ [3] الاشباہ والنظائر۔ ملاحظہ ہو اتحاف الابصار بتبویب الاشباہ ص۳۰ م مصر۔ [4] اتحاف الابصار ص۲۱۹ [5] مجلۃ الاحکام مادہ ۳۰۔ [6] ایضاً ۳۰۔ [7] ایضاً ۳۰۔